تنقید و تبصرہ

اے ببلیوگرافی آف اقبالؒ (A BIBLIOGRAPHY OF IQBAL)

زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلف خواجہ عبدالوحید صاحب ہیں۔ خواجہ صاحب تقریباً بیس سال تک خلوت و جلوت میں حضرت علامہ مرحوم کے علمی مخاطب رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت پر اقبالؒ کی تعلیم و تربیت اور ان کے افکار کی بہت گہری چھاپ ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ سے اقبالؒ ان کے مطالعہ میں ہے اور آج تک اقبالؒ پر اُردو انگریزی اور فارسی وغیرہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی کوئی سطر ایسی نہ ہوگی جو مؤلف موصوف کے مطالعہ میں نہ آچکی ہو۔

اس نصف صدی میں انھوں نے جو کچھ مطالعہ کیا اس کی تاریخ نصف صدی سے بھی زیادہ طویل ہے۔ اقبالؒ ان کا علمی موضوع بھی ہے اور ان کا مرکزِ عقیدت بھی۔ ان دونوں نسبتوں اور نصف صدی کے مطالعہ تحقیق کے بعد خواجہ صاحب تالیف کی جانب متوجہ ہوتے ہیں چنانچہ انھوں نے اقبالؒ سے متعلق جو خدمت انجام دی ہے اسے ایک کارنامہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اسی کارنامہ کا سرِ عنوان "اے ببلیوگرافی آف اقبالؒ" ہے۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی نامناسب نہ ہوگا کہ گزشتہ تیس سال سے ببلیوگرافی خواجہ صاحب کا علمی اور عملی موضوع رہا ہے اس سے قبل وہ ایک عظیم الشان کتاب: ببلیوگرافی آف اسلامؒ ترتیب دے چکے ہیں جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اتنے وسیع علمی اور عملی تجربات کے بعد جو شخص ببلیوگرافی ترتیب دے گا اس کی کوشش کس درجہ کامیاب ہوگی۔ بلاشبہ مؤلف موصوف نے اقبالؒ ببلیوگرافی کی ترتیب میں ایسی ہی دقیق النظری کا ثبوت دیا ہے جس کی ان سے توقع کی جا سکتی تھی۔

اس موضوع پر اس سے قبل بھی دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ایک ۱۶ صفحات کا مختصر رسالہ ہے اس میں اقبالؒ پر انگریزی میں مضامین کے (۲۶۰) حوالے درج ہیں لیکن اس رسالہ کے مقابلہ میں زیرِ تبصرہ ببلیوگرافی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں صرف انگریزی

مضامین کے ۲۴۸ حوالے ہیں۔ اس تعداد میں اقبالؒ کی انگریزی کتابوں، ان کی نظم و نثر کے تراجم اور ان پر انگریزی میں رسائل و کتب کے حوالے شامل نہیں ہیں، یہ تمام حوالے اور اگر دیگر یورپین زبانوں میں مضامین اور کتب و رسائل کے حوالے بھی شامل کر لیے جائیں تو حوالوں کی تعداد کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں مواد کی جو نشاندہی کی گئی ہے وہ اس کتاب کا صرف ایک حصہ ہے۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب کلید اقبالؒ ہے اس کے مؤلفین کے پیش نظر صرف زمانہ حال کے اردو انگریزی اخبارات و رسائل رہے ہیں جبکہ زیر تبصرہ کتاب میں ۱۹۰۰ء سے ۱۹۶۲ء تک کے اخبارات و رسائل رہے ہیں اور نہ صرف اردو انگریزی بلکہ سندھی، بلوچی، پشتو، پنجابی، بنگالی اور ہندی زبان، مشرق وسطیٰ کی زبانوں میں عربی، فارسی اور ترکی، اور یورپین زبانوں میں انگریزی کے علاوہ فرینچ، جرمن، اطالوی اور فنش زبانوں کے اخبارات و رسائل اور کتابوں وغیرہ کے حوالے ہیں۔

فاضل مؤلف نے کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں دو حوالے کی کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں اقبال کی کتب نظم و نثر اور خطبات و مکاتیب وغیرہ کے مجموعوں کے ۱۶۲ حوالے درج ہیں۔

تیسرے حصے میں اقبالؒ کے کلام نظم و نثر کے تراجم و شروح کے ۸۲ حوالے ہیں۔ چوتھے حصے میں اقبالؒ پر مختلف زبانوں میں ۱۱ چھوٹی بڑی کتابوں اور رسالوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ببلیوگرافی کے پانچویں باب میں (۱۱۵) ایسی کتابوں کی نشاندہی کی ہے جو اگرچہ مستقلاً اقبالؒ پر نہیں لیکن ضمناً ان میں اقبالؒ کا تذکرہ آگیا ہے۔

ببلیوگرافی کے چھٹے اور آخری باب میں اقبال پر مختلف زبانوں کے مضامین نظم و نثر کے حوالے درج ہیں جن کی مجموعی تعداد ۱۸۱۲ ہے۔

اس طرح یہ کتاب ۶ حصوں، ۲۲۹۰ مستقل حوالوں اور ۲۲۴ صفحات پر ختم ہو جاتی ہے۔ کتاب کے تمام حصے اور ان کی تقسیمیں اتنی صحیح ہیں کہ اس سے زیادہ مناسب ترتیب و تقسیم ممکن نہیں۔

کسی کتاب میں بعض خامیوں کا رہ جانا کوئی تعجب کی بات نہیں اور ایسی صورت میں جبکہ تالیف کسی فرد واحد کی کوشش کا نتیجہ ہو۔ ببلیوگرافی میں بعض مضامین اور کتب نظر انداز ہو گئیں مثلاً مضامین عابدؔ انجمن ترقی اردو کا منتخب مجموعہ تلخیص اردو، اسی قسم کی ایک کتاب نورالحسن ہاشمی کی ہے "چٹان" لاہور

کے کئی اقبال نمبروں کے حوالے ہیں لیکن دو نمبر بالکل نظر انداز ہو گئے، مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب کے عربی اور اُردو ایڈیشنوں کے حوالے چھوٹ گئے حالانکہ اسی کتاب کے ترکی ترجمہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اِقبالؒ پر نظموں کے صرف ۲۴ حوالے ہیں حالانکہ اِقبالؒ پر سینکڑوں نظمیں کہی گئی ہیں۔ پیام حق اِقبالؒ نمبر میں "سخن ہائے گفتنی" از ایڈیٹر اور اقبال کی ایک فارسی نظم کے ترجمہ کا حوالہ نہیں ہے۔

میری رائے میں بہتر ہوتا کہ اقبال پر مضامین نظم و نثر کے حوالے جُدا جُدا ترتیب دیئے جاتے یعنی نظمیں علیحدہ ہوتیں، اِقبال نمبر علیحدہ ہوتے مقالات اور منظومات کے ذیل میں۔ نیز اخبارات و رسائل کے نمبروں کو ایک جگہ ترتیب دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ ایک بڑی کمی یہ محسوس ہوتی کہ کتاب پر نہ مقدمہ ہے نہ آخر میں اشاریہ ہے۔ اس طرح کی باتیں جو کتاب ہاتھ میں لینے اور مطالعہ کے بعد ذہن میں آتی ہیں، ان کا جواب نہیں ملتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ کسی شخص کی اِقبالؒ کے سلسلے میں کیا خدمات ہیں تو جب کتاب کے تمام حصّوں اور ان کی ذیلی تفسیروں کو نہ دیکھ لیا جاتے یہ بات معلوم نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ بات آسان نہیں ہے۔ اشاریہ اس مشکل کا بڑا آسان جواب تھا۔

(ا۔ س)

المسوّی من احادیث الموطا (عربی)

تالیف ——— الامام ولی اللہ الدہلوی

شاہ ولی اللہ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۳۲ سال پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے زیر اہتمام چھپی تھی۔ اس میں جگہ جگہ مولانا مرحوم کے تشریحی حاشیے ہیں شروع میں حضرت شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی اور الموطا کی فارسی شرح المصفی پر آپ نے جو مبسوط مقدمہ لکھا تھا اس کا عربی ترجمہ ہے شاہ صاحب نے المسوّی میں الموطا امام مالک کو نئے سرے سے ترتیب دیا ہے! امام مالک کے وہ اقوال جن میں وہ باقی مجتہدین سے منفرد تھے حذف کر دیئے گئے ہیں الموطا کے ابواب سے متعلق قرآن مجید کی آیات کا اضافہ کیا گیا ہے اور تقریباً ہر باب کے آخر میں شاہ صاحب نے اپنی طرف سے توضیحی کلمات بھی شامل کر دیئے ہیں۔

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد دو حصّوں میں ——— قیمت ۲۰۔۰۰ روپے